بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اے اشرف زمانہ زمانہ مدد نما — درہائے بستہ راز کلید کرم کشا
اشرف نہنگ دریا دریا بسینہ دارد — دشمن ہمیشہ پرغم باذکرتو دوست دارد

مَنِ اسۡتَطَاعَ مِنۡکُمۡ اَنۡ یَّنۡفَعَ اَخَاہُ فَلۡیَنۡفَعۡہُ
جو اپنے بھائی کو نفع پہنچا سکتا ہو تو چاہیے کہ اس کو نفع پہنچائے (مسلم شریف)

سوانح مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ

مصنف

تاج محمد قادری واحدی اترولوی

منجانب: مخیرّ قوم وملت عالی جناب سیٹھ صابر علی ابن سعی محمد اترولوی بلرامپوری

ناشر
واحدی کتب خانہ پر ینہ چمروپور روڈ ''جگد یوا''، ضلع بلرامپور یوپی
رابطہ نمبر: 9984820639

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : سوانح مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ

مصنف : تاج محمد قادری واحدی

نظر ثانی : عمدۃ المدرسین حضرت مفتی محمد معین الدین
شیخ التفسیر والادب دار العلوم اہل سنت حشمت العلوم گائے ڈیہہ

پروف ریڈنگ : زوجۂ مؤلف

سنہ اشاعت : ۱۴۳۵ھ بمطابق ۲۰۱۴ھ

سیٹنگ : رضوی کمپیوٹر پوائنٹ دہلی

مطبع : رضا آفسیٹ پریس دہلی

تعداد : گیارہ سو (۱۱۰۰)

کمپوزنگ : واحدی کمپیوٹر 9984820639

ملنے کے پتے

☆ صابر بک ڈپو کچھوچھہ شریف سلامی گیٹ ضلع امبیڈکر نگر

☆ مدینہ رنگ سینٹر کچھوچھہ شریف سلامی گیٹ ضلع امبیڈکر نگر

☆ واحدی کتب خانہ ''جگدیوا'' اترولہ ضلع بلرام پور

شرف انتساب

پیران پیر دستگیر، روشن ضمیر، قطب ربانی شہباز لامکانی محبوب سبحانی، سیّدنا شیخ عبدالقادر جیلانی ثمّ بغدادی رضی اللہ عنہ

تارک السلطنت، حضرت سیّد مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی ثم کچھوچھوی رضی اللہ عنہ

قطب الاقطاب سلطان العارفین، سیّد میر عبدالواحد بگرامی رضی اللہ عنہ

مجدد دین وملت، امام عشق ومحبت سیدی سرکار اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری محدث بریلوی رضی اللہ عنہ۔

نذرانۂ عقیدت

اس شخصیت کی بارگاہ
میں پیش کرتے ہیں جو رشد وہدایت کا سرچشمہ،
خشیت ربانی اور عشق رحمانی کا مجسمہ احقاق حق وابطال
کا باطل شہنشہ ہے اور بدمذہبیت، لادینیت، مداہنت
صلح کلیت کے لئے شمشیر آبدار ہے یعنی قدوۃ العارفین
بقیۃ السلف عمدۃ الخلف اولاد رسول حضرت حافظ وقاری
الحاج الشاہ سید **آل رسول عرف طاہر میاں**
صاحب قبلہ سجادہ نشین خانقاہ واحدیہ طیبیہ
بلگرام شریف (ہردوئی)

گر قبول افتد زہے عز وشرف

سگ بلگرام **تاج محمد** قادری واحدی
گائے ڈیہہ اترولہ ضلع: بلرامپور (یوپی)

ہدیہ تشکر

فقیر تہ دل سے شکر گذار ہے مخیرّ قوم وملت عالی جناب سیٹھ صابر علی ابن سعی محمد (گائے ڈیہہ چمرو پورا اترولہ) کا۔ کہ جناب صابر علی ابن سعی محمد نے ۱۴۳۳ھ میں میری پہلی کتاب اشرفی پہاڑہ دیکھنے کے بعد حوصلہ افزائی کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت آپ دین کی خدمت کرتے رہیں انشآء اللہ میں بھرپور تعاون کروں گا۔اور وہ کرتے رہے انشاء اللہ آنے والی کتابوں میں بھی تعاون کرتے رہیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ انھیں ہر آسمانی وارضی بلا سے محفوظ رکھے اور رزق حلال عطا فرمائے اور اولاد صالح عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر فرمائے۔(آمین) بجاہ سید المرسلین صلی اللّٰہ تعالیٰ علیه وسلم.

فقط دعاگو

الفقیر: تاج محمد قادری واحدؔی

گائیڈیہہ اترولہ ضلع: بلرامپور (یوپی)

برائے ایصال ثواب

عالیجناب سیٹھ صابر علی ابن سعی محمد کے جملہ مرحومین وامت محمدیہ ﷺ

نظر ثانی

عمدۃ المدرسین حضرت مفتی محمد معین الدین

صدر المدرسین دار العلوم اہل سنت حشمت العلوم گائیڈ یہہ

نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

اما بعد: زیر نظر رسالہ کچھوچھہ کا سفر اور اسکے آداب عزیزم مولانا تاج محمد قادری واحدی سلمہٗ القوی کا تالیف کردہ ہے۔ موصوف نے اس سے قبل گلدستہء قادریہ اشرفیہ کو پیش کیا تھا مصروفیت کی وجہ سے اجمالاً دیکھ لیا تھا۔ اس بار پھر موصوف نے زیر نظر رسالہ کو پیش کیا کافی انکار کے بعد موصوف نے ایک نہ سنی بلکہ بار بار اظہار محبت ظاہر کیا کہ حضرت نظر ثانی کر دیجئے حالانکہ میں فتاویٰ حشمت العلوم کی ترتیب میں لگا ہوں کہ غلامان شیر بیشۂ اہل سنت کی تمنا ہے کہ فتاویٰ حشمت العلوم جلد سے جلد غلامان شیر بیشۂ اہل سنت کو پیش کیا جائے مگر موصوف کے اخلاق و محبت کو دیکھ کر ان کے حوصلہ افزائی کے لئے میں نے قبول کر لیا زیر نظر رسالہ دیکھا بہت عمدہ رسالہ ہے کہ اس میں سفر کرنے کا طریقہ مع دعا نیز غلامان اشرف کو جہالت کے دلدل سے نکلنے کا آلہ بھی ہے اور آخر میں مختصراً حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی سوانح بھی موجود ہے موصوف پر بے شک حضور سید مخدوم اشرف و گیارہویں صدی کے مجدد میر عبد الواحد بلگرامی کا فیض و کرم ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہما)

دعا ہے مولیٰ عزوجل نبی رؤف رحیم ﷺ کے صدقہ و طفیل میں اس رسالہ کو قبول فرمائے اور موصوف کے علم و عمر میں برکتیں عطا فرمائے اور یہ رسالہ ذریعہ نجات بنائے نیز دین کی خدمت کرنے کا جذبہ پیدا فرمائے (آمین) بجاہ حبیبہ الکریم ﷺ

فقط دعا گو و دعا جو

محمد معین الدین خاں رضوی ہیم پوری

خادم دار العلوم اہل سنت حشمت العلوم گائے ڈیہہ اترولہ ضلع بلرامپور (یوپی)

۱۰/ جمادی الآخر ۱۴۳۵ھ

سوانح مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علیٰ اشرف الانبیاء والمرسلین و علی اٰلہ الطیبین الطاہرین وجمیع الاولیاء امتہ الذین اھتدو والی سبیل النجاہ والیقین.

اما بعد : گلشن اسلام میں جن اولیاء کرام نے اپنی لافانی کارناموں کی بدولت بقائے دوام حاصل کیا ہے ان میں قدوۃ الکبریٰ تارک السلطنت امیر وکبیر سید اشرف جہانگیر سمنانی نور بخشی قدس سرہ کا اسم گرامی سرفہرست ہے۔

ولادت: آپ کے والد سلطان سید ابراہیم سمنانی ایران کے فرماں روا تھے ان کا دربار فضلاء عصر و علمائے وقت سے آباد تھا خود سلطان ایک صوفی مشرف بادشاہ تھے آپ زہد وتقویٰ میں کامل تھے بیٹے کی آرزو تھی ایک شب خواب میں حضور ﷺ کے جمال جہاں آرا سے سرفراز ہوئے آپ ﷺ نے دوفرزند کی بشارت دی اور فرمایا ایک کا نام محمد اشرف اور دوسرے کا نام محمد اعرف رکھنا۔ اشرف اورنگ صوری ومعنوی ہوگا چنانچہ ۷۰۸ھ ہجری میں بوقت صبح صادق خورشید معرفت طلوع ہوا جو بعد کو اشرف الملت والدین سید محمد اشرف جہانگیر سمنانی نور بخشی کے نام سے مشہور ہوئے۔

نسب نامہ : آپ حسینی سید ہیں آپ کا نسب نامہ یہ ہے سلطان سید محمد اشرف نور بخشی ابن سلطان سید ابراہیم نور بخشی ابن سلطان سید عماد الدین نور بخشی ابن سلطان سید نظام الدین علی شیر ابن سلطان سید ظہیر الدین ابن سید سلطان تاج الدین بہلول ابن سید محمود نور بخشی ابن سید مہندی ابن سید کمال الدین ابن سید جمال الدین ابن سید حسن شریف ابن سید ابو محمد ابن سید ابو موسیٰ علی ابن سید اسمٰعیل ثانی ابن سید ابو حسن محمد ابن سید اسمٰعیل اعرج ابن سیدنا امام جعفر صادق ابن سیدنا امام محمد باقر ابن سیدنا امام زین العابدین ابن سیدنا امام حسین ابن سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ الکریم و فاطمۃ الزہرا (رضی اللہ عنہم اجمعین) بنت حضور محمد رسول اللہ ﷺ

تعلیم وتربیت

جب سرکار سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی عمر شریف ۴ رسال ۴ ماہ کی ہوئی یعنی ۷۱۲ھ میں حضرت العلام حضرت عماد الدین تبریزی نے رسم ،،بسم اللہ،، کے فرائض انجام دیئے دوسرے دن آپ کے والد گرامی سید ابراہیم نور بخشی رضی اللہ عنہ نے اپنے معتمد خاص اور وفا شعار خادم شیخ نصر الدین رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے شیخ معین بابا حسین خادم کے ساتھ استاذ العلماء حضرت علاء الدولا سمنانی کے مکتب میں جانے کا اذن دیا۔ پھر جب سرکار سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۷ سال کی ہوئی یعنی ۷۱۵ ہجری میں قرآن کریم ۷ قرأت میں حفظ کرلیا اور جب

۱۴؍سال کی عمر ہوئی یعنی ۷۲۲ھ میں اس وقت کے تمام علوم وفنون میں دسترس حاصل کرلیا منقولات ومعقولات کے علاوہ فن سپہ گری، شہسواری، تیراکی، تیراندازی وغیرہ میں اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

عبادت الٰہی

متذکرہ تمام خوبیوں کے ساتھ، ساتھ حضور سید مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ کے دل میں عبادت الٰہی کا بے حد شوق اور جذبہ تھا آپ کے ذہانت اور جودتِ طبع کا یہ عالم تھا کہ ایک طرف عبادت الٰہی کا ذوق وشوق تو دوسری طرف امور حکومت میں بھی دلچسپی کا لینا یہ دونوں باتیں متضاد ہیں اور وہ بھی ایک کمسن اور نوجوان شخص کے دل ودماغ میں ایک وقت اکٹھا ہوں بڑے حیرت کی بات ہے۔ حضور سید مخدوم اشرف کا یہ حال تھا کہ تمام مصروفیات کے باوجود وقت نکال کر عبادت الٰہی میں مشغول رہتے تھے آپ کی نوجوانی کا ایک بہت مشہور واقعہ ہے کہ شہر سمنان سے متصل ایک پہاڑی کے غار میں آپ مصروف عبادت تھے آپ نے دیکھا کہ آپ کی والدہ ماجدہ تشریف لائی ہیں اور ارشاد فرماتی ہیں کہ اشرف مستقبل قریب میں عِنانِ حکومت تمھارے ہاتھوں میں آنے والی ہے اور اگر امور حکومت سے تمھاری بے رغبتی کا یہی عالم رہا تو تم کس طرح سے شہنشاہی کے فرائض انجام دوگے یہ الفاظ جیسے آپ کی سماعت میں ٹکرائے تو آپ نے اپنی نگاہ اوپر اٹھا کر دیکھا اور غصہ کی حالت میں یہ ارشاد فرمایا تو میری ماں ہرگز نہیں ہوسکتی کیوں کہ میری والدہ مجھے غافل کرنے کی سعی کبھی ہرگز کرہی نہیں سکتی تو یقیناً دیتا ہے جو اپنے مکروفریب میں گرفتار کرکے یادالٰہی سے بیگانہ کرنا چاہتی ہے۔ آپ کے ان الفاظ کو سن کر وہ ہیولہ بہت زور سے ہنسا اور کہنے لگا اے اشرف میں واقعی دیتا ہوں اور اپنے فریب میں اسیر کرنا چاہتی تھی لیکن تم جیت گئے اور میں ہار کر شرمندہ وپشیماں ہوں۔

تخت نشینی

جب حضور سیّد مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک ۲۲؍سال ہوئی یعنی ۷۲۹ھ میں تو آپ کے والد سلطان سید ابراہیم نور بخشی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ہوگیا (اس میں اختلاف ہے بعض مؤرخین نے لکھا ہے ۷۲۳ھ میں جب کہ آپ ۱۵؍سال کے تھے) اصول وضابطہ کے مطابق تاج شاہی آپ کے سرکی زینت بنا اور عنان حکومت آپ کے ہاتھوں میں آئی عارف باللہ والدین کی آغوش تربیت اور فیضان نظر نے آپ کی زندگی کو کچھ اس انداز سے مزین اور مکمل کردیا تھا چند سال میں آپ کے کارحکومت اور عدل وانصاف کا چرچہ چہار سو ہونے لگا سرحد اور دور دراز علاقوں سے عوام دربار جوکہ دُربار تھا اپنی آرزوؤں اور تمناؤں کی تکمیل وخوشہ چینی کے لئے جوق درجوق آنے لگے جوبھی

آتا آپ کی سخاوت سے فیضیاب ہوتا اور دلی مراد بھر کر واپس ہوتا۔ آپ کی سپاہیانہ صلاحیت علم و دوستی شجاعت وسخاوت سے متعلق آج کا مؤرخ حیران ہے کہ اس کمسنی میں امور حکومت کا اس خوش اسلوبی سے کیسے اور کیوں کر ممکن ہوا۔

آپ کی سلطنت سے مغلوں کی حکوت کی سرحدیں ملتی تھیں مغل بہت شر پسند اور جنگ جو قوم تھی آپ کی کم عمری سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے آپ کی حکومت سرحد کی طرف اپنی فوج کو پیش قدمی کا حکم دیا مخبروں نے انکی اس نازیبا حرکت کی خبر آپ تک پہونچائی آپ نے مجلس مشورات طلب کی وزراء اور فوجی عہدہ داروں نے ایک زبان ہوکر مشورہ دیا کہ ایک لشکر جرار آزمودہ اور تجربہ کار جرنیل کی سرکردگی میں فوری طور پر روانہ کیا جائے۔ لیکن آپ نے اس مشورہ کی مخالفت کرتے ہوئے فرمایا کہ میں بہ نفس نفیس خود اس جنگ میں شرکت کروں گا۔ چنانچہ ایک لشکر لیکر آپ سمنان کی فصیل سے باہر نکل پڑے دشمنوں سے مقابلہ ہوا گھمسان کا رن پڑا کشتوں کے پشتے لگ گئے ہزاروں مغل وصل جہنم ہوئے اور ہزاروں زنجیر میں جکڑ کر سمنان لائے گئے جنھیں آپ کے لطف وکرم نے آزاد کرنے کا حکم دیا۔

حکومت کے بارگراں کے باوجود مشائخ اور صوفیائے کرام کے اوراد وظائف اور طریقہ سنن ونوافل میں فرق نہیں آنے پایا تھا ایک رات حضرت خضر علیہ السلام نے آپ سے فرمایا کہ ابھی آپ کو سلطنت کا کام کرنا ہے لیکن مجمل طریقہ پر اسم مبارک اللہ کے معانی کا ملاحظہ بلا واسطہ لسان اپنے قلب کرتے رہو۔

☆☆☆☆☆

ترک حکومت

بچپن ہی سے حضور سید مخدوم اشرف سمنانی رضی اللہ عنہ کی طبیعت سلوک کی فرط مائل تھی اور اسی وقت سے کثرت نماز کے خوگر تھے یہی وجہ ہے کہ اکثر وبیشتر خواب میں اولیائے کاملین وبزرگان دین کی زیارت سے مشرف ہوتے تھے۔ اور آپ عالم رویا ہی میں ان سے فیوض وبرکات حاصل کرتے رہے آخر کار ایک شب خواب میں دیکھا کہ حضرت خضر علیہ السلام فرما رہے ہیں کہ اگر سلطنت الٰہی مقصود ہے تو ہندوستان جاؤ اور اس دنیاوی سلطنت سے ہمیشہ کے لئے کنارہ کشی اختیار کرو اس خواب اور ملاقات نے دل ناصبور کو سکون بخشا صبح میں اشغال ضروریہ سے فارغ ہونے کے بعد والدہ ماجدہ کی بارگاہ میں سلام کرنے کی غرض سے حاضر ہوئے اور اپنے خواب کو ظاہر کرتے ہوئے سفر کی اجازت طلب کی آپ کی والدہ نے ارشاد فرمایا:

اے میرے بیٹے! تمھارے وجود میں آنے سے قبل خواجہ احمد یسوی کی روحانیت نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ تیرے یہاں ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کے نور ولایت سے دنیا منور ہوگی اب وہ وقت آگیا ہے مبارک باد میں نے اپنا حق بخشا اور

تجھے خدا کے سپرد کیا۔

حیات مخدوم اشرف کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۲۵ سال تھی، یعنی ۷۳۳ھ جبکہ لطائف اشرفی میں ہے کہ اس وقت آپ کی عمر ۲۳ سال تھی یعنی ۷۳۱ھ (تاریخ میں اختلاف ہے) بہر حال حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ نے والدہ ماجدہ کی اجازت پانے کے بعد تخت و تاج لشکر و سپاہ سب اپنے بھائی سید اعرف کو سپرد کیا اور ہندوستان کی طرف چلنے کا قصد کیا۔ پھر آخری مرتبہ ماں کی قدم بوسی کے لئے حاضر ہوئے۔

ماں نے لباس صوفیانہ و درویشانہ دیکھ کر بے اختیار بلائیں لینے لگیں اور بول اٹھیں بیٹے! میری یہ خواہش تھی کہ قصر شاہی کو اس انداز سے الوداع کہو جو شاہان سمنان کا طریقہ رہا ہے۔ چنانچہ آپ بارہ ہزار سپاہی اور گھوڑے خچر شتر اور ہاتھی اپنے ہمراہ لے کر سمنان سے روانہ ہوئے۔ تین منازل طے کرنے کے بعد لشکر و سپاہ کو واپس کر دیا پھر ماء النہر ہوتے ہوئے بخارا۔ بخارا سے سمرقند پہنچے۔ یہاں تک کچھ گھوڑے آپ کی سواری میں تھے۔ لیکن آپ کو گھوڑوں سے راحت کے بجائے رسوائی محسوس ہو رہی تھی اس لئے فقراء کو دے دیا۔

پھر پیدل سفر کرتے ہوئے تمام اولیاء اللہ سے فیوض و برکات حاصل کرتے ہوتے ہندستان پہنچے۔ اسی سفر بہار میں حضرت مخدوم شرف الدین یحیٰ منیری رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی اور تبرکات لے کر روانہ ہوئے۔ (کچھ کتابوں میں دوبارہ سفر ہند کے دوران نماز جنازہ پڑھنا رقم ہے)

بیعت و خلافت

مورخین کا بیان ہے کہ مجھے نہیں معلوم کہ کسی پیر نے اپنے ہونے والے مرید کا یا استاذ نے اپنے ہونے والے شاگرد کا استقبال کیا ہو۔ اور اگر یہ خوشگوار واقعہ کہیں وجود میں آیا بھی ہے، تو اس انداز کا نہیں جس طریقے اور فرط شوق و انبساط سے حاجی شاہ علاء الحق گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ہونے والے مرید سید مخدم اشرف کا استقبال کیا ہے۔ غوث العالم قدس سرہ کی حیات مقدسہ کے تعلق سے متعدد سیر کی کتابوں میں تحریر ہے کہ جوں جوں پنڈوہ شریف کی آبادی قریب آتی رہی آپ کی آتش اشتیاق تیز سے تیز ہوتی رہی۔ اور دوسری طرف آپ کے ہونے والے پیر و مرشد کی آتش انتظار بھڑکتی رہی اور اضطراب و بیقراری میں اضافہ ہوتا رہا۔

مراۃ الاسرار میں ہے کہ جب حضور سید مخدوم اشرف سمنان سے پنڈوہ کے لئے روانہ ہوئے تو منزل تک پہنچنے میں جو وقت گزرا اس درمیان ستر مرتبہ ابو العباس حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت شیخ علاء الحق گنج نبات کو یہ خبر دی کہ سمنان سے ایک شہباز پرواز کر چکا ہے اور وقت کے تمام بڑے بڑے مشائخ کرام اس پر اپنا جال ڈالنے کے لئے انتظار

میں ہیں۔لیکن اسکومیں بڑی حفاظت سے آپ کی بارگاہ میں لا رہاہوں جس کی تعلیم وتربیت اورحفاظت آپ کا فرض ہوگا۔
ابھی حضوررسید مخدوم اشرف کا قافلہ قریب دوکوس دور تھااور آپ کے پیر و مرشد اپنے احباب اور شاگردوں کے ہمراہ استقبال کے لئے آبادی سے کافی دور تشریف لے گئے۔اورسمت مغرب سے اٹھتے ہوئے غبار کی چادر چاک ہوئی تو دیکھا کہ ایک نورانی قافلہ چلا آرہاہےاور جب طالب ومطلوب نے ایک دوسرے کا مشاہدہ کیا تو حضورسید مخدوم اشرف نے سرنیاز پیر کےقدم ناز پررکھ دیا۔

مرشد جلیل نے انتہائی شفقت سے اس سرکواپنی آگوش تربیت میں رکھ لیااورارشادفرمایااس محافہ(ڈولی)میں سوار میں ہوجاؤ۔آپ نے عرض کیا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں آپ کے نقش قدم کو بوسہ دیتا ہوانہ چل کرسواری میں چلوں؟اور پیر ومرشد پیدل۔شیخ علاءالحق نے مسکراتے ہوئے ارشادفرمایا یہ سیادت کی رفعت ومنزل کی شناخت ہوگی آپ نے برجستہ عرض کیا کہ عظمت پیرزندگی کا نصب العین ہونا چاہیے پیر نے دوبارہ حضورسید مخدوم اشرف کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

اورآپ کوسواری میں بٹھادیا(محافہ وہی تھا تو شیخ علاءالحق گنج نبات کواپنے پیرومرشد شیخ اخی سراج قدس سرہ سے ملاتھا) جب خانکاہ معلیٰ کےقریب پہونچے تو حضورسید مخدوم اشرف سواری سے کود پڑےاورمرشد کےنقش قدم پر چلتے ہوئے حاضر ہوئے شیخ علاءالحق قدس سرہ نے تمام قسم کے کھانوں سے شکم سیر کیابعدہ ایک پان اپنے ہاتھ سے کھلایا پھر اس سرکار میں بیعت کا جوطریقہ رائج تھا بیعت کی۔حاضرین نے مبارک بادپیش کی پھراپنے پیرومرشد شیخ اخی سراج قدس سرہ کےعطا کئے ہوئےتبرکات عطا کیااورخانوادہ چشتیہ کےاورادوظائف اذکاراشغال کی تعلیم عطا کی اس وقت حضورسید مخدوم اشرف کی عمر۲۵یا۲۷سال تھی کہ سمنان سے پنڈوہ تک ۲سال لگا تھا۔

جہانگیر کا لقب

حضورسید مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ اپنے پیرومرشد کی خانقاہ میں تقریباً ساڑھے چھ سال تک مقیم رہے اورتمام علوم ظاہری وباطنی ریاضات ومجاہدات میں مشغول رہےلیکن ابھی تک خانقاہ سے آپ کوکوئی خطاب عطانہیں ہوا تھا۔ آپ کے پیرومرشداس سلسلہ میں اکثرغورفرماتے رہے۔آخرشعبان المعظم کی پندرہویں شب میں آپ کواس بات کا القاہوا کہ سیداشرف کو جہانگیر کے خطاب سے سرفراز کیا جائے۔چنانچہ نماز فجر کے لئے جب آپ حجرے سے باہر تشریف لائے اورنماز جماعت سے ادا کرنے کے بعد فارغ ہوئے تو تمام حاضرین نے آپ کوخطاب جہانگیرعطا ہونے پرمبارک بادپیش کی۔حضورسید مخدوم اشرف جہانگیرسمنانی رضی اللہ عنہ نے پنڈوہ شریف کا سفرتین یا چار بار کیا کل قیام مدت تقریباًبارہ سال ہے۔

ہندوستان کو واپسی

جب حضور سید مخدوم اشرف نے ۷۵۰ ہجری کے بعد زیارت حرمین شریفین کے واپسی پر پنڈوہ کا سفر کیا تو اس بار تین یا چار سال تک مرشد کی خدمت میں رہے۔ رخصت کے وقت ہادئی طریقت نے بشارت دی کہ تم کو مرتبہ غوثیت عطا ہوگا۔ اور اس وقت تم محمد نور (مخدوم زادہ) کے لئے قطبیت کی سفارش کرنا۔ اور حضرت کو وہ مقام بھی بتلایا جہاں آپ کا مدفن مبارک ہوگا۔ اور حضرت کو بنظر کشفی دکھایا کہ ایک گول تالاب ہے اور اس کے درمیان نقطہ تل کے برابر ہے اور ارشاد فرمایا کہ جس جگہ یہ تل ہے وہی تمھاری منزل خاک ہے۔ پنڈوہ سے رخصت ہو کر حضرت جونپور پہنچے تو اسی مقام کی جستجو شروع کی جو بنظر کشفی مدفن شریف کے لئے دکھلایا گیا تھا۔ پھر اپنے اصحاب کو ساتھ لیکر اودھ کی سمت کوچ کیا کئی مقامات دیکھے لیکن وہ جگہ نہ ملی یہاں تک کہ موضع بھڈوڈ میں پہنچے ملک محمود وہاں کے زمیندار ملازمت کے لئے آئے۔ انکے حال پر بہت عنایت فرمائی۔ انکے ہمراہ مقام مدفن کی تلاش میں نکلے ایک گول تالاب نظر آیا جس کو دیکھ کر حضرت نے فرمایا کہ مجھ کو پیرو مرشد نے یہی جگہ دکھائی تھی۔ ملک محمود نے عرض کیا کہ قطعہ آراضی بہت فضا ہے، چاروں طرف پانی ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ یہاں ایک جوگی رہتا ہے اگر اس سے مقابلہ کی طاقت ہو تو یہاں قیام ہوسکتا ہے ورنہ نہیں۔

حضرت نے فرمایا: **قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ ذَهَقَ الْبَاطِلَ اِنَّ بَاطِلَ كَانَ ذَهُوْقَا.** بے دینوں کی جماعت کا ہٹانا کیا دشوار ہے۔ آپ نے ایک خادم کو حکم دیا کہ اس شخص سے کہو کہ یہاں سے چلا جائے۔

جوگی نے جواب بھیجا کہ میرے ساتھ ۵۰۰ / چیلے ہیں، مجھ کو قوت ولایت سے کوئی ہٹا دے تو خیر ورنہ مجھ کو نکالنا آسان نہیں ہے۔ آپ کا ایک مرید جن کا نام جمال الدین ہے (اسی دن مرید ہوئے تھے) حضرت نے فرمااے جمال الدین جاؤ اور اس کے استدراج کا جواب دو۔ جمال الدین کو تامل ہوا آپ نے پاس بلایا اور اپنے منہ سے پان نکال کر دست مبارک سے انکے منہ میں رکھ دیا۔ پان کے کھاتے ہی جمال الدین پر ایک عجیب حالت طاری ہوگئی اور وہ دلیری سے مقابلہ کے لئے چلے۔ جوگی سے جا کر کہا کہ ہم لوگ کرامت کا اظہار مناسب نہیں سمجھتے لیکن تمہارے ہر ایک استدراج کا جواب دینگے۔ جوگی نے سب سے پہلے یہ شعبدہ دکھلایا کہ ہر طرف سے کالی چیونٹیوں کا انبوہ جمال الدین کی طرف بڑھا۔ جمال الدین نے انکی طرف نگاہ کی تو وہ سب غائب ہوگئیں۔ اس کے بعد شیروں کا لشکر نمودار ہوا جمال الدین نے کہا کہ۔ شیر میرا کیا بگاڑ سکتے؟ سب شیر بھاگ گئے۔ مختلف شعبدہ بازیوں کے بعد جوگی نے اپنی لکڑی ہوا میں پھینکی جمال الدین نے حضرت کا عصا منگا کر ہوا میں اڑا دیا۔ وہ عصا اس لکڑی کو مار۔ مار کر نیچے اتار لایا۔ جوگی سب

حیلوں سے عاجز ہوا تو عرض کیا مجھ کو حضرت کے پاس لے چلو میں ایمان لاؤں گا۔ جمالالدین ہاتھ پکڑ کر لائے اور قدموں پے گرا دیا۔ آپ نے کلمہ شہادت کی تلقین کی اسی وقت سب چیلے مسلمان ہوئے اور اپنے مذہب کی کتابیں جلا ڈالیں۔ حضرت تالاب کے کنارے ایک جگہ انکو عنایت فرمائی اور اپنے طریقے کے مطابق ریاضت ومجاہدات میں مشغول کر دیا۔ بعدازاں درویشوں کو حکم دیا کہ اپنا اپنا سامان یہاں لاؤ سب اصحاب کو جگہ تقسیم کی تاکہ ہر ایک اپنے لئے جداگانہ حجرہ بنالے۔ ملک محمود نے چند ہی روز میں حضرت کے لئے وہیں خانقاہ بنوادی، اپنی اولاد اور خدام کو مرید کرایا۔ گردونواح کے سادات بھی حاضر ہو کر حلقہ ارادت میں داخل ہوئے۔ تین سال میں وہ تختہ گلزار ہو گیا۔ اس علاقہ کا نام حضرت نے روح آباد رکھا۔ خانکاہ کا نام کثرت آباد رکھا۔ اس کثرت آباد میں ایک مختصر حجرہ آپ کے لئے مخصوص تھا۔ وہ وحدت آباد کے لقب سے موسوم ہوا۔

حضرت فرمایا کرتے تھی کہ آئندہ زمانہ میں اسی جگہ بڑی رونق ہوگی اکابر روزگار رجال الغیب اور بہت سے اولیاء اللہ یہاں آئیں گے اور فیض اندوز ہونگے وہی مقدس مقام آج ضلع فیض آباد میں کچھوچھہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اور تالاب کے وسط میں مرقد مبارک زیارت گاہ خلائق ہے۔ اللہ جامع الاوراق کو بھی اس بارگاہ پر حاضری سے مشرف فرمائے۔ (امین)

☆☆☆☆☆

روضہ مبارک اور نیر شریف

روضہ مقدسہ کی تعمیر کا کام غوث العالم کی حیات مبارکہ ہی میں ہوا۔ ملک الامرا حضرت ملک محمود رحمۃ اللہ علیہ نے تعمیر کا کام اپنے ذمہ کرم پر لیا۔ روضہ کے اوپر ایک حجرہ تیار کیا گیا۔ اس کا نام وحدت آباد رکھا گیا۔ اور روضہ کے چاروں طرف کے علاقہ کو کثرت آباد کہا گیا، جیسا کہ ابھی بتایا جا چکا ہے۔ نیر شریف کا تالاب پہلے مختصر تھا۔ حضرت نے تین طرف سے کھدائی کروائی۔ پھاوڑے (کدال) کی ضرب پر کلمہ طیبہ پڑھا جاتا تھا۔ ۷ مرتبہ نیر شریف میں آب زم زم ڈالا گیا۔ یہ پانی پاگل مسحور اور آسیب زدہ کے لئے آب حیات کا کام کرتا ہے۔ حضرت عبدالرحمٰن چشتی رحمۃ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حوض (نیر شریف) کا پانی کبھی گندہ نہیں ہوتا اس سے آسیب زدہ شفا پاتے ہیں۔

الحاج نور العین رحمۃ اللہ علیہ

حضرت سید الحاج عبدالرزاق نور العین رحمۃ اللہ علیہ حسنی سید ہیں۔ آپ کو حضور سید مخدوم اشرف نے ۷۶۴ھ میں اپنے فرزندی میں قبول فرمایا۔ آپ حضرت کے خالہ زاد بہن کے فرزند تھے والد کا نام سید عبدالغفور حسن گیلانی تھا۔

حضور کے وصال کے بعد ۸۰۸ھ میں آپ سجادہ نشیں ہوئے۔ آپ قادر الکلام شاعر بھی تھے۔ کچھوچھہ شریف کے سادات کرام انھیں کے نسل سے ہیں۔

گلبرگہ شریف و مرتبہ غوثیت

گلبرگہ شریف دکن جو ہندوستان میں اپنی عمدہ آب و ہوا سر سبز و شادابی کے لئے اپنی مثال آپ ہے یہ برّصغیر ہندوستان کا دوسرا کشمیر ہے۔ ہندوستان کی سیاحت کے دوران جب حضور سید مخدوم اشرف رضی اللہ عنہ تشریف لائے تو اس مقام کی آب و ہوا آپ کو بہت پسند آئی اور ایک بہت ہی پرفضا مقام پر آپ کا قافلہ نور و نکہت خیمہ زن ہوا۔ آپ کی واپسی کے بعد اسی مقام پر حضرت بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ تعمیر ہوئی۔

شب کے وقت آپ کی قیام گاہ میں الحاج نور العین اور خادم بابا حسین کے علاوہ کسی اور کو حاضری کا حکم نہیں تھا۔ البتہ کبھی کبھی شیخ کبیر کو بھی اس کی سعادت میسر ہو جاتی تھی۔ ایک شب عجیب واقعہ رونما ہوا کہ تمام اصحاب غرق حیرت ہوگئے۔ کہ آپ نے شیخ الاسلام گجراتی کو اپنے خیمہ میں طلب فرمایا جب شیخ الاسلام حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ پر ایک عجیب طرح کی وجدانی کیفیت طاری تھی۔ اس کیفیت کا بیان مشکل تھا۔ یہ دیکھ کر حضرت شیخ الاسلام پر ایسی ہیئت طاری ہوئی کہ آپ فوراً خیمہ سے باہر چلے آئے۔ کچھ دیر تک اسی اضطراب میں تھے کہ آپ کی زبان مبارک سے یہ آواز نکلی ''الحمدللہ میسر آمد'' (خدا کا شکر ہے مل گیا) حضرت نور العین اور شیخ کبیر اور شیخ الاسلام حضرت کے اس جملہ پر محو حیرت تھے کہ اس کیفیت کا سبب کیا ہے۔ اور شکران نعمت کا مطلب کیا ہے لیکن کسی میں یہ جرآت نہ تھی کہ حضرت سے اضطراب کا سبب پوچھے۔ مگر نور العین نے ہمت کر کے احوال دریافت کیا آپ نے فرمایا کہ جس غوث زمانہ سے میری پہلی ملاقات جبل الفتح میں ہوئی تھی۔ آج وہ دنیا سے رخصت ہو گئے۔ اکابر روزگار اور اقطاب نامور میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ یہ عہدہ اور منصب آپ کو ملے لیکن حق تعالیٰ نے اپنے لطف و کرم سے اس حقیر فقیر کے سر پے عزت کا تاج رکھا۔

(مرتبہ غوثیت عطا کی) بے شک اللہ بڑا فضل کرنے والا ہے وہ جسے چاہتا ہے اپنے فضل سے نوازتا ہے۔ پھر فرمایا کہ غوث کی نماز جنازہ کی امامت ہمیشہ غوث ہی کرتا ہے، لہٰذا میں نے انکی نماز جنازہ پڑھائی اور انکو دفن کیا۔ وہاں موجودہ حاضرین نے آپ کو مبارکباد پیش کرنے کی سعادت حاصل کی اس روز سے آپ غوث العالم ہو گئے۔ یہ واقعہ ۱ر رجب ۷۷۰ھ کا ہے۔

حضرت علاء الحق پنڈوی کا وصال

حضور سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے پیرومرشد الحاج شاہ علاء الحق گنج نبات پنڈوی رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ۸۰۰ھ میں ہوا۔غوث العالم ان دنوں ہندوستان کے شمال مغرب میں مقیم تھے آپ کے دل میں ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوئی مریدین اور دوسرے احباب ورفقا اس کیفیت کو سمجھنے سے قاصر تھے۔دل ناصبور کی کیفیت زیادہ دیر چھپ نہ سکی اور لوگوں پر اسکا انکشاف ہو ہی گیا کہ غوث العالم کے پیرومرشد اس دنیائے فانی میں نہیں رہے آپ نے فوراً پنڈوہ شریف جانے کا قصد فرمایا ایک قافلہ آپ کے ساتھ پنڈوہ جانے کے لئے روانہ ہوا۔پنڈوہ شریف میں اس وقت اکابرین روزگار اور عہد ساز شخصیات موجود تھیں۔پنڈوہ شریف میں یہ آپ کا آخری سفر تھا۔آپ نے اپنے دست مبارک سے مخدوم زادے حضرت محمد نور قطب عالم کے سر پر سجادہ نشینی کی دستار باندھی اور اولیاء کرام کی خانقاہوں کے انداز پر رسم سجادگی ادا کی گئی اس وقت اولیاء واصفیاء کے ہجوم میں اس بات پر حجت چل رہی تھی کہ قطب بنگال کس کو منتخب کیا جائے حضرت سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنان ی قدس سرہ نے ارشاد فرمایا کہ قطب بنگال میرے مخدوم زادے محمد نور قطب عالم ہیں۔حاضرین میں کچھ تو خاموش رہے اور کچھ لوگوں نے اس کا ثبوت طلب کیا آپ نے مخدوم زادے سے فرمایا سامنے والی پہاڑی کو حکم دو کہ وہ یہاں آجائے اور اسکی طرف شہادت کی انگلی سے اشارہ فرمایا حضرت کے خادمِ خاص باباحسین اس وقت وہاں موجود تھے بیان فرماتے ہیں کہ جیسے یہ الفاظ آپ کی زبان مبارک سے نکلے پہاڑی حرکت میں آگئی،حضرت نے فرمایا ابھی ٹھہر جا۔میں مخدوم زادے سے باتیں کررہا ہوں۔اس کے بعد مخدوم زادے (محمد نور قطب عالم) نے انگلی سے اشارہ کیا اور حکم دیا کہ پہاڑی آجا فوراً پہاڑی حرکت میں آگئی حاضرین نے اپنی آنکھوں سے اسکا مشاہدہ کیا اور قطب عالم اتفاق سے قطب بنگال کے لقب سے مشہور ہوگئے۔

حضور سید مخدوم اشرف رحمتہ اللہ علیہ کا وصال

قدوۃ الکبریٰ غوث العالم امیر وکبیر تارک السلطنت محبوب یزدانی حضور سلطان سید مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رضی اللہ عنہ نے زندگی کے آخری ایام میں جب ماہ محرم کا چاند دیکھا تو بہت خوش ہوئے۔(جبکہ اس سے پہلے محرالحرام کے چاندکو دیکھتے تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوجاتے) حضرت نورالعین نے آپ کی اس غیر معمولی خوشی کا سبب دریافت کیا تو ارشاد ہوا اسی ماہ مبارک میں میرے جدِّ کریم حضرت امام عالی مقام نے اپنے اہل خانہ ورفقاء کے ہمراہ کربلا کے سرزمین پر جام شہادت نوش کیا تھا۔میری بھی یہی خواہش ہے کہ ماہ محرم میں رفیق اعلی سے وصال ہوتو بہت بہتر ہے۔چنانچہ ایسا ہی ہوا آپ محرم الحرام کے پہلے عشرہ میں علیل (بیمار) ہوگئے اور آپ زیادہ تر خاموش رہنے لگے

کوئی شخص شرعی مسائل پر کوئی بات کرتا یا مسئلہ دریافت کرتا تو آپ اسے جواب دے دیتے۔لیکن کافی دیر بعد آپ ارشاد فرماتے کہ میں اس وقت ایک اہم کام میں مشغول ہوں شب عاشورہ میں آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی اور جب یہ خبر مشہور ہوئی کہ آپ بیمار ہیں تو مریدین ومعتقدین جوق در جوق بارگاہ عالی میں مزاج پرسی کے لئے چاروطرف سے حاضر ہونے لگے اسی درمیان حضرت شیخ نجم الدین اور مخدوم زادہ محمد نور قطب عالم پنڈوی بھی حاضر ہوئے۔آپ نے غوث العالم کی صحت وتندرستی کی دعا فرمائی تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ صحت وسلامتی مخدوم زادہ کو میسر ہو اب میرے اور محبوب کے درمیان کے حجابات ختم ہو رہے ہیں اور اب وہ وقت آگیا ہے کہ دوست۔دوست کی بارگاہ میں حاضر ہوکر شربت جمال سے اپنی تشنہ کامی دور کرے دوسرے عشرہ میں آپ پر نقاہت کا زبردست غلبہ ہوا پھر بھی آپ مہمانوں سے ملتے رہے اور انکے سوالوں کے جواب سے ان کو مطمئن کرتے رہے وقت گزرتا گیا اور آپ اپنی آخری منزل سے قریب ہوتے رہے۔

۱۵/محرم الحرام کو اخیار و ابرار آئے۔انھوں نے عرض کی کہ چند روز اور آپ دنیا میں قیام کریں تو کیا حرج ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بارہ سال سے زمین وآسمان کی کنجی حق تعالیٰ نے میرے ہاتھ میں دی ہے۔لیکن میں ادب کی خاطر کوئی تصرف نہیں کیا۔زندگی کا بھی مجھے اختیار دیا گیا ہے۔جب تک چاہوں اس خاکدان سفلی میں پڑا رہوں۔لیکن اب دل نہیں چاہتا ۱۶محرم الحرام کو ابدال عیادت کے لئے آئے ۱۷محرم الحرام کو اوتاد آئے اور پوچھا کہ آپ اپنا منصب کسے دیتے ہیں،فرمایا کہ ابھی تک کوئی شخص طے نہیں ہوا ہے۔پھر تین دن تک یہ بے ہوشی طاری رہی البتہ نماز کے اوقات میں جسم میں حرکت آجاتی اور نماز ادا کر لیتے۔۲۰محرم سے ۲۳ تک دور ونزدیک سے لوگ آتے اور ہر ایک کو آپ نے بشارت ونوید سعادت سے سرفراز فرمایا۔اس تین روز کے اندر اس قدر خلائق توبہ وارادت سے مشرف ہوئی کہ اس کی تفصیل خدّام کو معلوم ہے۔۲۷محرم الحرام کو فجر کے وقت امام غیب آئے آپ نے بائیں طرف کے امام کو پیش نماز بنایا اصحاب کو حیرت ہوئی کہ حضرت نے خلاف عادت دوسرے شخص کو کیوں امام کیا۔نورالعین نے کہا آج دنیا تاریک ہوجائے گی۔مقتدی کو امام بنانا علامت ہے کہ اپنا مقام خاص اس کو سپرد کیا ہے۔حضرت مقررہ وظائف ادا کئے اور نماز اشراق کے بعد مکان تشریف لائے ایک شخص کو دروازہ پر متعین کیا کہ خبردار کسی نامحرم کو اندر آنے مت دینا۔تھوڑی دیر کے بعد اخیار وابرار آئے ابدال واوتاد آئے۔احباب واصحاب خاص جمع ہوگئے۔شیخ نجم الدین پہلے ہی سے موجود تھے۔آپ نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے جب تک تمھارے درمیان رکھا اب مجھ کو واپسی کا حکم ہے اس کی تعمیل کروں گا۔کوئی شخص میرے جانے سے غمگین نہ ہو میں ہمیشہ تمہارے احوال کا نگراں رہوں گا اور ہمیشہ مجھ کو اپنے ساتھ پاؤ گے۔اپنا سجادہ نورالعین کو تفویض کیا اور فاتحہ پڑھا اسکے بعد چند ورق سادہ لیکر قبر شریف میں اتر گئے۔اور ایک رات دن اسی قبر

میں رہے وہاں سے ایک نصیحت نامہ لکھ کرلائے (اسی کا نام بعد میں رسالہ قبریہ ہوا)

ظاہری زندگی کا آخری دن:

آپ ۲۸ محرم بروز سنیچر نماز فجر کے بعد اپنے خلفاء کو قریب بلایا۔خصوصیت سے اِن خلفائے کرام کا نام لیا جاتا ہے ۔حضرت نورالعین، ملک الامراء، ملک محمود، شیخ محمد معین الدین، بابا خادم حسین، شیخ نجم الدین اصفہانی، شیخ محمد درِّ یتیم، شیخ ابوالمکارم، شیخ محمد ابوالوفا خوارزی، شیخ شمس الدین اودھی، اور بہت سے خلفاء وا کابرین حاضر بارگاہ تھے۔آپ نے بابا حسین خادم کو تبرکات کا بقچہ لانے کا حکم دیا۔تبرکات کا بقچہ اور تمام کتابیں جس کا تعلق غوث العالم کی ذات اقدس سے تھا۔ تبرکات کے اس بقچہ میں چار خرقے تھے۔جو کہ آپ کو چار مختلف بزرگان دین سے ملا تھا۔ایک آپ کے پیرومرشد الحاج علاءالحق پنڈوی سے ملا تھا دوسرا ولایت چشت کے شجادہ نشین سے ملا تھا، تیسرا شیخ الاسلام سے ملا تھا (جو کہ اس وقت ملک شام کے شیخ الاسلام تھے، چوتھا حضرت جلال الدین نجاری جہانیا جہاں گشت سے ملا تھا) اس تمام خرقوں کو آپ نے اپنے جانشین اول الحاج نورالعین رحمۃ اللہ کو عطا فرمایا اور فاتحہ پڑھا۔نماز ظہر کا وقت آ گیا کمزوری کی وجہ سے آپ نے نورالعین کو امامت کا فرض ادا کرنے کا حکم دیا۔(اور خود مقتدی بن کر نماز ادا کی) نماز ظہر ختم ہوئی تو آپ کی حالت کچھ اور زیادہ خراب ہوگئی۔آپ اپنے بستر پر لیٹ کر آرام فرمانے لگے لیکن تھوڑی ہی دیر بعد آپ نے فوراً قوالوں کو طلب فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ حضرت شیخ سعدی علیہ الرحمہ کے اشعار پڑھے جائیں۔قوالوں نے یہ شعر پڑھا:

گر بدست تو آمدہ است اجلم　　قدر ضینہ بما جری القلم

آپ پر ایک وجدانی کیفیت طاری ہوگئی اور قوالوں نے جب یہ شعر پڑھا

سیر نبید جمال جا ن آ را　　جان سپارو نگار خنداں را
خوب ترزین دگر چہ باشدکار　　یار خندان رودبجانب یار

تو آپ مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگے اوراسی حالت میں روح قفص عنصری سے پرواز کرگئی

انّا للّٰه وَاِنّا اِلیه راجعُون

☆☆☆☆☆

مولیٰ عزوجل کی بارگاہ میں دعا ہے مولی کریم اہل سنت والجماعت کے جملہ افراد کو حضور سیّد مخدوم اشرف جہاں گیر سمنانی رضی اللہ عنہ کے نقش قدم پر چلائے اور پیرو مرشد حضور سیّد سہیل میاں مدظلہ العالی نورانی کے صدقہ وطفیل خاتمہ ایمان پر فرمائے (اٰمین) **بجاہ حبیبہ الکریم علیہ الصلاۃ والتسلیم**

الفقیر

تاج محمد قادری واحدی

۳؍ربیع الاول ۱۴۳۵ھ

مطابق ۵؍جنوری ۲۰۱۴ء بروز یکشنبہ (اتوار)